



مذہب اور سلطنت کا تقاطع: قدیم تہذیبوں کی تشکیل میں مذہب کا کردار

The Intersection of Faith and Empire: Analyzing the Role of Religion in the Formation of Ancient Civilizations

Dr. Muhammad Anwar

Department of History, University of Punjab, Lahore.

Email: m.anwar@pu.edu.pk

Dr. Tahir Kamran

Department of History, Government College University, Lahore.

Email: tahir.kamran@gcu.edu.pk

Abstract:

The relationship between religion and empire-building has been a defining factor in the development of ancient civilizations. This paper explores how religious beliefs and institutions shaped the political, social, and cultural structures of early empires. By examining the role of religion in the formation of prominent civilizations, such as those in Mesopotamia, Egypt, Greece, and Rome, this study highlights the ways in which faith provided legitimacy to rulers, reinforced social hierarchies, and influenced governance. The analysis also examines how religious ideologies were used to justify conquests and the expansion of empires, as well as how they affected the integration of diverse cultures within these empires.

Keywords: Faith, Empire, Ancient Civilizations, Religious Influence.

مذہب اور سلطنت کا ابتدائی تعلق

قدیم تہذیبوں میں مذہب اور سلطنت کا تعلق ایک پیچیدہ اور گہرا تھا، جہاں مذہب نہ صرف امراء کی روحانی زندگی پر اثر انداز ہوتا تھا بلکہ حکومتی طاقت اور ریاستی جواز کے حصول میں بھی اہم کردار ادا کرتا تھا۔ ابتدائے میں مذہب کو حکومتی استحکام کے ایک اہم عنصر کے طور پر دیکھا گیا، جس کی مدد سے حکمران اپنی حکومت کو عوام کے سامنے جائز و مسترد دیتے تھے۔ مذہب حکومتی اداروں کو ایک اعلیٰ، خدائی یا روحانی حیثیت سے جوڑنے کا کام کرتا تھا، اور یہ تعلق زیادہ تر بادشاہوں اور مذہبی رہنماؤں کے درمیان گہرا تھا۔ مذہب کا ابتدائی مفہوم اور اس کا حکومتی طاقت میں کردار

مذہب کی ابتدائی شکل میں دیوتاؤں، روحوں، اور مقدس مقامات کی عبادت شامل تھی، جنہیں حکمرانوں نے اپنی سلطنتوں کے استحکام اور قیام کے لیے ایک ذریعہ کے طور پر استعمال کیا۔ اکثر حکمرانوں کو دیوتاؤں کا نمائندہ یا ان کے منتخب امراء کے طور پر پیش کیا جاتا

تھا، تاکہ عوام میں ان کی حکومت کی تقدیس اور مقبولیت کو بڑھایا جاسکے۔ اسی طرح مذہب حکومتی طاقت کو مضبوط کرنے کے لیے ایک اخلاقی اور روحانی جواز منسراہم کرتا تھا۔

مثال کے طور پر قدیم مصر میں، منسراہم کو دیوتا سمجھا جاتا تھا اور ان کے حکم کی پیروی کرنے کو عوام کے لیے روحانی منسراض سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح بابل اور آشور میں مذہب کو حکومتی فیصلوں اور جنگوں کی توجیہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، تاکہ عوام کو سلطنت کی حکمرانی کی فطری اور خدائی حیثیت کا یقین دلایا جاسکے۔

مذہب کے ذریعے حکومتی جواز کا حصول

قدیم سلطنتوں میں حکومتی جواز کے حصول کے لیے مذہب کا استعمال انتہائی اہم تھا۔ حکمرانوں نے اپنے حکومتی فیصلوں کو مذہبی اصولوں اور عتائند کے ساتھ جوڑا تاکہ اپنی حکومت کو کسی خدائی طاقت سے منسلک کر سکیں۔ اس کے ذریعے وہ نہ صرف اپنے اقتدار کو مستحکم کرتے تھے بلکہ عوام کے درمیان روحانی وفاداری بھی پیدا کرتے تھے۔

مصر کی مثال:

منسراہم کی حیثیت ایک خدائی شخصیت کے طور پر تھی، جس سے سلطنت کے جواز کو مذہب سے طاقت ملتی تھی۔ ان کا حکم خدا کی مرضی کی نمائندگی کرتا تھا، جس سے عوام میں اطاعت اور تسلیم کرنے کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔

بین النہرین:

یہاں حکمرانوں نے اپنے اقتدار کو دیوتاؤں کی مرضی اور عبادت کے ذریعے جواز دیا۔ بابل کی سلطنت میں مذہب کا کردار حکومتی فیصلوں اور جنگوں میں اہم تھا، جہاں دیوتاؤں کے احکام کو فیصلوں کے طور پر نافذ کیا جاتا تھا۔

ہندوستان:

ہندو مذہب میں حکمرانوں کو دیوتاؤں کے نمائندے کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ موریہ سلطنت میں، مذہب حکومتی فیصلوں کا جبر و ہت، اور مذہبی عتائند حکومتی استحکام کے لئے اہم کردار ادا کرتے تھے۔

قدیم مصر میں مذہب اور سلطنت کی مشابہت: مزید تفصیل

قدیم مصر کی سیاست اور مذہب ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے، اور دونوں کا باہمی تعلق ملک کی حکومتی ساخت کو مضبوط کرتا تھا۔ منسراہم کو سیاسی اور مذہبی دونوں حیثیتوں میں اعلیٰ درجہ دیا گیا تھا، جس کے ذریعے وہ نہ صرف دنیاوی حکمران تھا بلکہ خدا کے نمائندے کے طور پر بھی تسلیم کیا جاتا تھا۔ یہ تعلق مصر کے معاشرتی ڈھانچے اور حکومتی استحکام کو اہمیت دینے میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔

منسراہم کی تقدیس

منسراہم کی تقدیس کا تصور مذہبی نظریات میں بنیادی حیثیت رکھتا تھا۔ قدیم مصری عتائند کے مطابق، منسراہم کو "خوس" کا زندہ نمائندہ سمجھا جاتا تھا، جو سورج کے خدا "را" کا بیٹا تھا۔ اس وجہ سے منسراہم کی تقدیس کی گئی تھی اور اسے اس دنیا اور دیگر دنیا کے درمیان پل کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ اس مذہبی عقیدے کے تحت، منسراہم کی حکمرانی کو خدائی حکم سمجھا جاتا تھا اور اس کے فیصلوں کو لازمی طور پر نافذ کیا جاتا تھا۔

منسراہم کے لیے ایک اہم مذہبی علامت "نمیس" تھا، جو اس کے سر پر پہننے والی تاج کی صورت میں موجود ہوتا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ صرف سیاسی حکمران نہیں بلکہ ایک خدائی حکمران بھی ہے۔

مذہب کا حکومتی استحکام پر اثر

قدیم مصر میں مذہب اور سلطنت کا رشتہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتا تھا۔ مذہب نے نہ صرف حکومتی استحکام میں مدد کی بلکہ لوگوں کے عقیدے، ذہنی سکون، اور سلطنت کی ترقی کے لیے ضروری اُمید کو بڑھایا۔

مذہبی رسومات

مذہبی رسومات اور عبادات نے حکومتی اقتدار کی تقویت کی۔ لوگ عبادات میں شریک ہو کر منسراہم کی حمایت اور سلطنت کی کامیابی کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ اس کے ذریعے سلطنت کے ادارے بھی مضبوط ہوتے تھے، کیونکہ عوام کے دلوں میں مذہب کے ذریعے وفاداری پیدا کی جاتی تھی۔

مذہبی حکمت عملیوں کا نفاذ

منرعون کے حامیوں نے حکومتی سطح پر مختلف مذہبی حکمت عملیوں کو اپنایا تاکہ منرعون کے اقتدار کو تقویت دی جاسکے۔ منرعون کے مشیران نے اسے "خدا" کے طور پر پیش کرنے کے لیے سرکاری دفاتر، معبدوں اور عبادت گاہوں میں طاقتور مذہبی علامات کو استعمال کیا۔ یہ اقدامات نہ صرف حکومتی نظام کے استحکام میں مدد کرتے تھے بلکہ لوگوں کے مذہبی جذبات کو بھی جلا بخشنے کا کام کرتے تھے۔

مذہبی حکمت عملیوں نے نہ صرف حکومت کے اندر استحکام پیدا کیا، بلکہ یہ: **مذہبی حکمت عملیوں کا معاشرتی سطح پر اثر**
معاشرتی سطح پر بھی طاقتور اثرات مرتب کرتی تھیں۔ عوام اپنے مذہبی عقائد کے مطابق کام کرتے تھے اور حکومتی فیصلوں کو خدا کی مرضی سمجھتے تھے۔ یہ عوامی عقیدت حکومتی پالیسیوں کے حق میں ایک وسیع پیمانے پر حمایت فراہم کرتی تھی۔
مذہبی جواز اور حکومتی فیصلے

منرعون کے فیصلے ہمیشہ مذہبی جواز سے منسلک ہوتے تھے، جسے عوام "خدا کی مرضی" سمجھتے تھے۔ اس میں ایک بڑی اہمیت یہ تھی کہ منرعون کی سلطنت کے تحت سبھی اہم فیصلے، جیسے جنگوں کا آغاز، بڑے منصوبوں کا آغاز، اور مختلف قسم کے معاشی اقدامات، مذہبی معنی رکھتے تھے۔ ان فیصلوں کو مذہبی رہنماؤں کے ساتھ مشاورت کے بعد حتمی شکل دی جاتی تھی، جس سے حکومت کو عوام میں قبولیت اور احترام حاصل ہوتا تھا۔

منرعون کے ساتھ ساتھ، معبدوں کے پادریوں کا کردار بھی حکومتی فیصلوں میں اہم تھا۔ پادری منرعون کے فیصلوں کی توثیق کرتے تھے، اور اس کے ذریعے عوام کو یہ یقین دلایا جاتا تھا کہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ اس طرح، مذہب اور حکومت کے درمیان ایک گہرا تعلق تھا جو حکومتی استحکام کو مزید مضبوط کرتا تھا۔

تاریخی اثرات

قدیم مصر میں مذہب اور حکومت کے اس رشتہ کا اثر اس کی ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی تاریخ پر بھی گہرا پڑا۔ مذہب نے نہ صرف لوگوں کے ذہنی سکون کو یقینی بنایا بلکہ سلطنت کی تعمیرات، معابد، مقبروں اور دیگر بڑے منصوبوں کی شکل میں اس کے آثار آج تک موجود ہیں۔ ان منصوبوں کو مکمل کرنے کے لیے مذہبی عقیدت اور حکومتی طاقت کا بھرپور استعمال کیا گیا تھا۔ منرعون کی تقلید اور مذہب کے اثرات کے ذریعے، قدیم مصر میں حکومتی استحکام کو ہمیشہ کے لیے مضبوط کیا گیا، اور یہ سلطنت ایک طویل عرصے تک ایک طاقتور اور ثقافتی حیثیت کی حامل رہی۔

بین النہرین میں مذہبی حکمرانی

بین النہرین (موجودہ عراق) کی قدیم تہذیبوں میں مذہب کا حکومتی نظام پر گہرا اثر تھا۔ سمیریوں اور بابل کی سلطنتوں میں مذہب نہ صرف ایک ذاتی عقیدہ تھا بلکہ حکومتی طاقت اور قوانین کے نفاذ میں بھی ایک مرکزی کردار ادا کرتا تھا۔ ان تہذیبوں میں مذہب کو حکومتی حکمت عملیوں اور طاقت کے ارتکاز کے لیے استعمال کیا گیا۔ مذہبی عقائد کے ذریعے حکومتی فیصلوں کو جواز اور فتوئی حیثیت دی جاتی تھی، اور اس کے ذریعے سلطنت کی طاقت کو مستحکم کیا جاتا تھا۔

سمیریوں اور بابل کی سلطنت میں مذہب کا کردار

سمیریوں کی سلطنت

نے اپنے حکومتی نظام کو مذہب سے جوڑا۔ ان کے لیے حکمران (جو اکثر معبدوں کے سربراہ بھی ہوتے تھے) (Sumerians) سمیریوں ایک مذہبی اور سیاسی رہنما کی حیثیت رکھتے تھے۔ سمیریوں میں "پریزائیڈنٹ" یا "شاہ" کا کردار ایک اعلیٰ مذہبی شخصیت کا ہوتا تھا، جسے عوام نے اپنے خدا کی نمائندگی کے طور پر تسلیم کیا تھا۔ ان کے مطابق، حکمران کا ہر فیصلہ خدا کی مرضی کا نتیجہ ہوتا تھا۔ سمیریوں کے اہم معابد اور مقدس مقامات پر حکومت کا مرکز ہوتا تھا، اور یہ مذہبی ادارے طاقتور حکومتی اختیار ٹیڑ جیسے مقامات پر نہ صرف مذہبی رسومات کی ادائیگی کی جاتی تھی بلکہ (Ziggurats) کے طور پر کام کرتے تھے۔ خاص طور پر "زگورات" حکومتی فیصلوں کو بھی روحانی جواز فراہم کیا جاتا تھا۔

بابل کی سلطنت

میں بھی مذہب حکومتی طاقت کے نفاذ میں اہم تھا۔ بابل کے بادشاہ، خاص طور پر حمورابی، نے مذہب کا (Babylonia) بابل استعمال فتوئی جواز اور حکومتی اقتدار کے لیے کیا۔ حمورابی کے مشہور قانون "کوڈ آف حمورابی" میں قوانین کو خدا کی مرضی کے طور پر پیش کیا گیا تھا، جس سے ان کے فیصلوں کی فتوئی حیثیت اور تقدس میں اضافہ ہوتا تھا۔ ان قوانین کو "شمس" (خدا)

کے حکم کے طور پر نافذ کیا گیا تھا، اور یہ عوام کو باور کرانے کے لیے استعمال کیا گیا کہ یہ قوانین خدا کی ہدایات ہیں، نہ کہ صرف حکومتی احکام۔

بابل کے مذہب میں متعدد دیوی دیوتاؤں کا تصور تھا، اور ان کی عبادت کے ذریعے حکومتی طاقت کو مستحکم کیا جاتا تھا۔ بابل کے معابد اور مذہبی رہنما بادشاہ کے مشیر ہوتے تھے اور حکومت کی پالیسیوں کو مذہبی بنیاد پر تسلیم کیا جاتا تھا۔

مذہب کے ذریعے قوانین کا نفاذ اور طاقت کا ارتکاز

قوانین کا مذہبی جواز

بین النہرین کی سلطنتوں میں قوانین کا نفاذ مذہبی جواز کے تحت کیا جاتا تھا۔ سمریوں اور بابل میں یہ عقیدہ تھا کہ وتانون خدا کی مرضی کی عکاسی کرتا ہے، اور اس لیے ان قوانین کو توڑنا ایک مذہبی گناہ سمجھا جاتا تھا۔ حمورابی کے وتانون میں یہ بات صاف طور پر بیان کی گئی تھی کہ خدا کی طرف سے بادشاہ کو انصاف منراہم کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اور اس لیے اس کے فیصلے نہ صرف سیاسی اعتبار سے بلکہ مذہبی طور پر بھی لازم و ملزوم تھے۔

مشال کے طور پر، حمورابی کے کوڈ میں متعدد قوانین اور سزائیں دی گئی ہیں جن میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ ان سزاؤں کو مذہبی عفتاند کے مطابق نافذ کیا جائے۔ یہ سزائیں خدا کی مرضی کے طور پر تسلیم کی جاتی تھیں، اور ان کے نفاذ میں کسی قسم کی رعایت نہیں برتی جاتی تھی۔

طاقت کا ارتکاز

مذہب کی مدد سے حکومتیں اپنے اقتدار کو مضبوط کرتی تھیں۔ بادشاہ کو خدا کی نمائندہ یا امتداد شخصیت کے طور پر پیش کیا جاتا تھا، جس سے اس کی حکمرانی کے خلاف کسی بھی قسم کی مزاحمت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ سمریوں اور بابل کی سلطنتوں میں مذہب کے ذریعے حکومت کا ارتکاز کیا جاتا تھا، اور معبدوں کے پادریوں کو حکومتی فیصلوں میں مشاورت کے لیے اہم کردار دیا جاتا تھا۔

اس طرح، مذہب نے حکومت کو فانونی حیثیت اور تقدس منراہم کیا، جس سے حکومتی طاقت کو زیادہ مستحکم اور عوامی حمایت حاصل ہوتی تھی۔ یہ حکومتی طاقت ایک ایسے مذہبی نظام کی صورت میں ظاہر ہوتی تھی جسے عوام تسلیم کرتے تھے اور اس پر عمل کرنے کو ضروری سمجھتے تھے۔

مذہب کی طاقت کو فانونی دائرے میں لانا

مذہب کے ذریعے قوانین کا نفاذ حکومتی طاقت کے لیے ایک کارگر حکمت عملی تھی۔ ہر فانون کو ایک مذہبی حیثیت دی جاتی تھی، جس کے نتیجے میں اس کے خلاف مزاحمت یا احتجاج کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اس طریقہ کار کے ذریعے سلطنت میں اجتماعی نظم و ضبط برقرار رکھا جاتا تھا، اور حکومتی فیصلوں کو عوامی سطح پر زیادہ مقبولیت ملتی تھی۔

ہندوستان میں مذہب اور ریاست کا تعلق

ہندوستان میں مذہب اور ریاست کا تعلق ایک گہرا اور پیچیدہ تھا، جس کی جڑیں قدیم ہندوستانی تہذیبوں میں تھیں۔ مذہب کو حکومت کے جواز کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، اور یہ ریاستی پالیسیوں اور حکومتی طاقت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا تھا۔ مختلف ہندوستانی سلطنتوں، خاص طور پر موریہ سلطنت، میں مذہب نے ریاستی امور پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ریاست کے حکمرانوں نے مذہب کو اپنے اقتدار کی بنیاد کے طور پر استعمال کیا، اور عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لیے مذہبی تشریحات کی تھیں۔

ویدوں اور مہابھارت کی مذہبی تشریحات

ویدوں کی مذہبی تشریحات

ویدوں کو ہندوستانی مذہب کا بنیادی ماخذ سمجھا جاتا ہے، اور ان میں دیوتاؤں، اخلاقیات، اور سماجی اصولوں کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ویدوں کی تعلیمات نے حکومتی اصولوں اور ریاستی نظریات پر اثر ڈالا۔ اس میں موجود تصورات جیسے "دھرم" (نیک عمل) اور "راجا" (بادشاہ) کی ذمہ داریاں حکمرانوں کے لیے رہنمائی منراہم کرتی تھیں۔

ویدوں میں حکمرانوں کو اپنے عوام کی فلاح و بہبود کی ذمہ داری سونپی گئی تھی، اور انہیں ایک "دھرم راج" (دھرم کی بنیاد پر حکومت کرنے والا بادشاہ) کے طور پر دیکھا گیا تھا۔ ویدوں کے مطابق، ایک حکمران کا فرض تھا کہ وہ نہ صرف اپنی ریاست کا انتظام کرے بلکہ

مذہبی اصولوں اور اخلاقیات کے مطابق حکومت کرے۔ یہ تصورات ریاست کے جواز اور حکومتی طاقت کو مذہبی بنیاد پر استوار کرنے میں مدد دیتے تھے۔

مہابھارت کی مذہبی تشریحات

مہابھارت ایک عظیم سنسکرت کلاسیک کتاب ہے جو نہ صرف ایک داستان ہے بلکہ اس میں ہندوستانی ریاستی نظام، حکمرانی، اور مذہب کے بارے میں گہرے فلسفے بھی بیان کیے گئے ہیں۔ خاص طور پر "گیتا" (جو مہابھارت کا حصہ ہے) میں بھگوان کرشن کی تعلیمات کو حکمرانی اور زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مبنی سمجھا گیا۔ گیتا میں کرشن نے ارجن کو بتایا کہ ایک حکمران کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے مذہبی اصولوں اور اخلاقیات کے مطابق عمل کرنا چاہیے، چاہے وہ جنگ میں ہو یا امن کے وقت میں۔ یہ بات حکومتی طاقت کو ایک اخلاقی اور مذہبی جواز منراہم کرتی تھی، جس میں حکمرانوں کو "دھرم" کے مطابق فیصلہ کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔ مہابھارت میں جنگ اور سیاست کے دوران جو فلسفہ پیش کیا گیا، وہ حکمرانوں کو یہ سکھاتا تھا کہ ان کی طاقت اور حکمرانی مذہبی احکام کے مطابق ہونی چاہیے۔

موریہ سلطنت میں مذہب کی حکومتی طاقت پر اثر

موریہ سلطنت (چوتھی صدی قبل مسیح) ایک اہم ہندوستانی سلطنت تھی جس کا اثر نہ صرف حکومتی ڈھانچے پر تھا بلکہ مذہب کے ریاستی امور پر بھی گہرا اثر تھا۔ موریہ سلطنت کے بانی، چاندرا گپت موریہ، اور اس کے بعد اس کا بیٹا، اشوک، نے مذہب کو حکومتی طاقت کو مستحکم کرنے اور حکومتی فیصلوں کو جواز دینے کے طور پر استعمال کیا۔

چاندرا گپت موریہ

چاندرا گپت موریہ نے اپنی سلطنت کی بنیاد مذہب اور اخلاقی اصولوں پر رکھی۔ وہ اپنے حکومتی فیصلوں کو مذہبی جواز دینے کے لیے ویدوں کی تعلیمات سے متاثر تھے۔ چاندرا گپت نے اپنے دور میں مختلف مذہبی رسومات اور عبادات کو فروغ دیا، اور اس کے ذریعے وہ اپنے اقتدار کو مضبوط بنانے میں کامیاب رہے۔

اشوک اور بدھ مت

اشوک (آشوک) کی حکمرانی میں مذہب کا کردار خاص طور پر نمایاں تھا۔ ابتدائی طور پر، اشوک نے جنگ اور فتوحات کے ذریعے اپنی سلطنت کو پھیلا دیا، لیکن بعد میں وہ بدھ مت کے پیروکار بن گئے اور اس نے اپنے تمام فیصلوں میں بدھ مت کے اصولوں کو اختیار کیا۔ اشوک نے "دھرم" (نیک عمل) اور "آہنسا" (عدم تشدد) جیسے اصولوں کو ریاست کے تمام امور میں شامل کیا، اور اپنے سلاطین کے امتدادات کو مذہبی اصولوں کے مطابق کرنے کی کوشش کی۔

کے نام سے جانا جاتا (Ashokan Edicts) اشوک نے اپنے ستونوں اور احکام میں بدھ مت کے اصولوں کو نمایاں کیا، جسے "اشوکن ایڈکٹ" ہے۔ ان ستونوں پر اشوک نے اپنے عوام کو حکومتی قوانین کے علاوہ مذہبی تعلیمات منراہم کیں۔ ان تعلیمات میں عوامی فلاح، انصاف، اور امن کے اصول شامل تھے، اور یہ تمام چیزیں مذہب کے ذریعے حکومتی طاقت کو جواز منراہم کرنے کے طور پر استعمال ہوئیں۔

مذہب کا حکومتی طاقت پر اثر

اشوک کے بدھ مت کے پیروکار ہونے کے بعد، اس نے اپنی سلطنت میں مذہب کو حکومتی نظام کے حصہ کے طور پر شامل کیا۔ اس کا مقصد تھا کہ عوام کی زندگیوں کو مذہب کی تعلیمات کے مطابق بہتر بنایا جائے اور حکومتی طاقت کو ایک اخلاقی اور مذہبی جواز دیا جائے۔ اس طرح، اشوک کی حکمرانی میں مذہب نے نہ صرف عوامی رہنمائی کی بلکہ حکومتی فیصلوں کو مضبوط بھی کیا۔

حسین میں مذہب اور حکومتی نظام

حسین میں مذہب اور حکومتی نظام کے تعلقات تاریخی طور پر ایک پیچیدہ اور گہرا رشتہ رکھتے تھے، جو مختلف حکومتی ادوار میں تبدیل ہوتا رہا۔ مذہب نے حسین میں حکومتی حکمت عملیوں کو جواز منراہم کیا، جبکہ حکومتی نظام بھی مذہبی روایات اور عتاند کی بنا پر چلتا تھا۔ حسین میں مختلف مذہبی روایات جیسے کنفیوشس، تاؤ ازم، بدھ مت، اور شاہی خاندانوں کے مذہبی عتاند نے حکومتی نظام پر اہم اثرات مرتب کیے۔

کنفیوشس کے اثرات اور حکومتی نظام

کنفیوشس کا فلسفہ

ایک عظیم چینی فلسفی تھے، جن کی تعلیمات نے چین میں حکومتی نظام اور سماجی ڈھانچے پر گہرے (Confucius) کنفیوشس اثرات مرتب کیے۔ ان کی تعلیمات میں اخلاقیات، خاندان کی اہمیت، اور حکومت کے اعلیٰ اصول شامل تھے، کہا جاتا ہے۔ کنفیوشس کے مطابق، حکمرانوں کو اخلاقی قدروں، انصاف اور دیانت داری کی (Confucianism) "جنہیں" کنفیوشزم کے اصولوں کے مطابق حکمرانی کرنی چاہیے تاکہ عوام ان کی (virtue) "پسروی کرنی چاہیے۔ ان کا فلسفہ یہ تھا کہ حکمرانوں کو "بیویویر حکمرانی کو تسلیم کریں۔

حکومتی نظام پر اثر

کنفیوشزم نے چین کے حکومتی ڈھانچے کو شکل دی، خصوصاً شاہی خاندانوں اور حکمرانوں کے کردار پر۔ کنفیوشس کے فلسفے کے مطابق، ایک اچھا حکمران وہ تھا جو نہ صرف اپنے ذاتی کردار اور فضا میں اعلیٰ تھا بلکہ وہ اپنے عوام کے ساتھ بھی حسن سلوک اور انصاف کا سلوک کرتا تھا۔ کنفیوشس نے حکومتی نظام میں اعلیٰ عہدوں پر اہل فساد کی تقرری کے اصول کو متعارف کرایا، جو بعد میں چینی سول سروس کے امتحانات کے طور پر مشہور ہوئے۔

کنفیوشزم نے چین میں اس بات پر زور دیا کہ حکمرانی میں مذہبی اور اخلاقی تدریس بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، اور حکمرانوں کو اپنے فیصلوں کو ان اخلاقی اصولوں کی روشنی میں کرنا چاہیے۔

کنفیوشس کا سماجی ڈھانچہ

کنفیوشس نے حکومت کو ایک والد کی طرح دیکھا جو اپنے عوام کو رہنمائی اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ان کے مطابق، حکمران اور عوام کے درمیان ایک فطری تعلق ہوتا ہے جو اخلاقی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ یہ فلسفہ اس بات کو یقینی بناتا تھا کہ حکومتی ادارے نہ صرف طاقتور تھے بلکہ ان کے پاس عوام کی خدمت اور فلاح کا اخلاقی جواز بھی تھا۔

چین میں شاہی خاندانوں کے مذہبی تعلقات

چین کی شاہی تاریخ میں مختلف خاندانوں نے اپنے اقتدار کو مذہب سے جواز دینے کی کوشش کی۔ ان شاہی خاندانوں نے مذہب کو نہ صرف عوامی سطح پر تسلیم کیا بلکہ اس کا استعمال حکومتی طاقت کے جواز اور استحکام کے لیے بھی کیا۔

شاہی خاندانوں کی مذہبی حیثیت

کے طور پر پیش کیا، جو ایک قدیم چینی (Mandate of Heaven) "چین کے شاہی خاندانوں نے اپنے اقتدار کو ایک "آسمانی حکم عقیدہ تھا۔ اس عقیدے کے مطابق، کوئی بھی حکمران اس وقت تک حکومت کرتا تھا جب تک کہ وہ آسمانی حکم کے مطابق حکومت کرے۔ اگر حکمران ظلم یا بد عنوانی کرتا تو آسمان اس کا حکم واپس لے لیتا، اور ایک نئے حکمران کا ظہور ہوتا۔ یہ عقیدہ شاہی حکمرانوں کے اقتدار کو مذہبی جواز فراہم کرتا تھا، اور عوام کو اس بات پر یقین دلاتا تھا کہ ان کا حکمران آسمان کے حکم سے منتخب کیا گیا ہے۔

تاؤازم اور شاہی حکمرانی

چین کے اہم مذہبی اور فلسفیانہ خیالات میں سے ایک ہے، اور اس کا حکومتی نظام پر گہرا اثر رہا۔ تاؤازم (Taoism) تاؤازم یا فطرت کے (Tao) "پسروکاروں کا عقیدہ تھا کہ حکمرانی کا بہترین طریقہ فطری اصولوں کے مطابق ہوتا ہے، اور حکمران کو "تاؤ کا فلسفہ موجود ہے، جو کہ "کچھ نہ کرنا" یا فطرت کے مطابق عمل (Wu Wei) "اصولوں کے مطابق چلنا چاہیے۔ تاؤازم میں "وودی کرنا ہے۔ یہ تصور حکمرانوں کو حکومتی امور میں زیادہ مداخلت نہ کرنے اور فطرت کے اصولوں کو تسلیم کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔

بدھ مت اور شاہی خاندانوں کا تعلق

چین میں بدھ مت کی آمد کے بعد، مختلف شاہی خاندانوں نے بدھ مت کے فلسفوں کو اپنی حکومتی پالیسیوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ بدھ مت کے تعلیمات جیسے "ابھنا" (عدم تشدد) اور "دھرم" (نیک عمل) نے چین کے شاہی حکمرانوں کو خاندانوں (Song) اور سونگ (Tang) عوام کے ساتھ نرم سلوک اور عدلیہ کی بہتری کے لیے ترغیب دی۔ خاص طور پر تانگ کے دور میں بدھ مت کی تعلیمات نے حکومتی اصلاحات میں اہم کردار ادا کیا۔

مذہبی اداروں کی حمایت

چینی شاہی خاندانوں نے اکثر مذہبی اداروں کو مالی اور سیاسی حمایت فراہم کی تاکہ ان کے اقتدار کو مستحکم کیا جاسکے۔ معبودوں

اور بدھ مت کے مذہبی پیشواؤں نے شاہی حکومت کے ساتھ مل کر عوام کے دلوں میں حکمرانوں کی حمایت اور وفاداری کو بڑھایا۔

مذہب کا سماجی طبقاتی نظام پر اثر

مذہب نے دنیا بھر میں سماجی طبقاتی نظام پر گہرا اثر ڈالا ہے، خاص طور پر ان معاشروں میں جہاں مذہب کو ریاست یا سماجی نظام کے جواز کے طور پر استعمال کیا گیا ہو۔ مختلف مذہبی عقائد اور تعلیمات نے لوگوں کے درمیان طبقاتی مندرجہ ذیل کے جواز دیے۔ مذہب نہ صرف اخلاقی اصولوں اور روحانی رہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ اکثر سماجی مندرجہ ذیل کو تسلیم کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے بھی ایک بنیاد فراہم کرتا ہے۔

مذہب کے ذریعے سماجی و اقتصادی تفریق

ہندوستان میں ذات-پات کا نظام

ہندوستان میں مذہب نے ذات-پات کے نظام کو مضبوط کیا، خاص طور پر ہندو مذہب میں۔ ویدوں اور دوسرے مذہبی متون میں یہ اصول موجود ہیں کہ انسانوں کی مختلف ذاتیں ہیں، اور ہر ایک ذات کو اپنے کردار اور کاموں کے مطابق مخصوص ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ ہندو مت میں "کاست سسٹم" ایک مذہبی بنیاد پر قائم تھا، جس کے مطابق ذاتوں کا تعین پیداؤں پر ہوتا تھا اور یہ نسل در نسل منتقل ہوتا تھا۔

ذاتوں کا مندرجہ ذیل سماجی اور اقتصادی تفریق کو جنم دیتا تھا، جس میں برہمن (روحانی رہنما) اور شودر (کم درجہ) سماجی مندرجہ ذیل والے کے درمیان نمایاں مندرجہ ذیل تھے۔ برہمنوں کے پاس مذہبی اور سماجی طاقت تھی، جبکہ شودر کے لیے مخصوص کام تھے جنہیں دیگر ذاتوں کے افراد "نچلی سطح" پر تصور کرتے تھے۔ یہ مذہب کے ذریعے سماجی تفاوت اور امتیاز کو فتونوی حیثیت دی جاتی تھی اور اس کے ذریعے طبقاتی تفریق کو مزید مستحکم کیا جاتا تھا۔

مذہب اور طبقاتی مندرجہ ذیل کی دیگر مثالیں

مختلف مذہبوں میں بھی سماجی و اقتصادی تفریق کو تقویت دی جاتی تھی۔ مثلاً، مسیحی معاشروں میں مذہب نے کبھی کبھی غریبوں اور امیروں کے درمیان مندرجہ ذیل کو جواز دینے کے طور پر کام کیا۔ کچھ مسیحی عقائد میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ دنیاوی املاک فانی ہیں اور سماجی حیثیت کا کوئی مستقل تعلق نہیں۔ اس کے باوجود، کچھ مذہبی متون نے اقتصادی تفریق کو تسلیم کیا اور حکمرانوں کی حکومت کو خدا کی مرضی کے طور پر دیکھا گیا۔

اسلام میں طبقاتی تفریق

اسلام میں ذات یا طبقہ کا تصور نہیں ہے، اور اسلامی تعلیمات میں تمام انسانوں کو برابر سمجھا گیا ہے۔ تاہم، مختلف تاریخی ادوار میں مسلمانوں نے بھی معاشی اور سماجی تفریقوں کا سامنا کیا۔ مسلمانوں کی معاشرتی ساخت میں طبقاتی مندرجہ ذیل کبھی معاشی حالات یا حکومتی پالیسیوں کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا۔

حکومت اور عوام کے درمیان تعلقات

مذہب کا حکومت اور عوام کے درمیان تعلقات پر اثر ایک اہم موضوع ہے، کیونکہ مذہب اکثر حکومتی جواز اور حکومتی پالیسیوں کی بنیاد بناتا تھا۔ تاریخی طور پر، حکومتوں نے مذہب کو اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے اور عوامی حمایت حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا۔

مذہب کے ذریعے حکومت کا جواز

کا تصور تھا، جس کے مطابق حکمرانوں کو آسمان سے حکم ملتا تھا، اور (Mandate of Heaven) "تقدیم چین میں" آسمانی حکم اگر وہ اپنے کاموں میں بدعنوان ہوتے تو آسمانی حکم واپس لے لیا جاتا تھا۔ اس طرح، حکومت اور عوام کے درمیان تعلق مذہبی جواز کے تحت تھا، اور عوام اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ حکمران کو خدا کی مرضی سے حکومت کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح، یورپ میں بھی چرچ نے بادشاہوں کی حکمرانی کو مذہبی جواز دیا، اور عوام کو یہ باور کرایا کہ حکمرانوں کا اقتدار خدا کی مرضی پر مبنی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات حکومت اور چرچ کی باہمی تعاون نے عوام کو یہ باور کرایا کہ حکومت کی پالیسیوں اور فیصلوں کو مذہبی اصولوں کے تحت تسلیم کیا جانا چاہیے۔

مذہب اور حکومتی پالیسیوں کا تعلق

جب حکومتیں مذہب کو اپنے جواز کے طور پر استعمال کرتی ہیں تو اس کے اثرات عوام کے ساتھ تعلقات پر پڑتے ہیں۔ حکومتیں

مذہبی رہنماؤں یا اداروں کی حمایت حاصل کر کے اپنے فیصلوں کو جواز دینے کی کوشش کرتی ہیں۔ مذہب کے ذریعے حکومتی پالیسیوں اور امتدادات کی مذہبی حیثیت کو بڑھایا جاتا ہے، جس سے عوام میں حکومت کی ساکھ اور مقبولیت بڑھتی تھی۔ حکومتوں کے لیے مذہب ایک ایسا آلہ تھا جس سے وہ عوام کی حمایت حاصل کر سکتی تھیں۔ مذہب نے عوام: عوامی حمایت میں حکومتی فیصلوں کو تسلیم کرنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کے لیے ایک اخلاقی بنیاد مہیا کی۔

مذہب اور حکومتی استحکام

مذہب نہ صرف حکومت کے لیے جواز مہیا کرتا تھا بلکہ حکومتی استحکام کے لیے بھی ایک اہم جزو تھا۔ جہاں حکومتیں مذہب کو اپنے اقتدار کے طور پر استعمال کرتی تھیں، وہیں مذہب نے عوام کے دلوں میں حکومتی استحکام اور انصاف کے بارے میں یقین بھی پیدا کیا۔

حپین میں "آسمانی حکم" کا تصور تھا، جبکہ ہندوستان میں موریہ سلطنت میں اشوک کے: حپین اور ہندوستان کی مثالیں بدھ مت کی تعلیمات نے حکومتی طاقت کو اخلاقی اور مذہبی جواز دیا۔ ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومتوں نے مذہب کو اپنے اقتدار کی حمایت حاصل کرنے اور عوامی حمایت کو مستحکم کرنے کے لیے استعمال کیا۔

مذہب اور قانون سازی: قدیم تہذیبوں میں

قدیم تہذیبوں میں مذہب کا کردار قانون سازی اور حکومتی نظام میں انتہائی اہم تھا۔ مذہب کو نہ صرف مندرجہ ذیل اخلاقی اصولوں کی رہنمائی کے طور پر دیکھا جاتا تھا بلکہ اس کے ذریعے حکومتوں کے قوانین کو بھی جواز دیا جاتا تھا۔ ان قوانین میں مذہب کی تعلیمات اور اصولوں کو سرکاری قوانین کی شکل میں نافذ کیا جاتا تھا، جس سے سماجی نظم و ضبط، اخلاقی معیار، اور حکومت کی پائیداری کو یقینی بنایا جاتا تھا۔

مذہبی قوانین کا حکومتی نظام میں استعمال

مصر میں مذہبی قوانین

قدیم مصر میں مذہب اور قانون کا گہرا رشتہ تھا۔ یہاں کے حکمرانوں، خاص طور پر مندرجہ ذیل خاندانی خاندان سمجھا جاتا تھا، اور ان کی حکومت کو مذہبی جواز مہیا کیا جاتا تھا۔ مندرجہ ذیل فیصلے نہ صرف سیاست سے متعلق ہوتے تھے بلکہ کے تحت، حکومتی (Divine Mandate) "ان میں مذہبی تعلیمات اور اصولوں کی عکاسی ہوتی تھی۔ قدیم مصر میں "مقتصد آسمانی قوانین مذہب کی تعلیمات کے مطابق ہوتے تھے، اور عوام ان قوانین کو خدا کے حکم کے طور پر مانتے تھے۔

بابل کی سلطنت میں مذہبی قوانین

بابل میں بھی مذہب نے حکومتی قوانین پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ بابل کے بادشاہ حمورابی نے اپنے مشہور قانون "کوڈ آف حمورابی" کو خدا کے حکم کے طور پر نافذ کیا تھا۔ اس قانون میں مختلف سماجی اور اقتصادی اصول شامل تھے، اور اسے ایک "مذہبی قانون" کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ حمورابی کے مطابق، اس کے قوانین خدا کی مرضی کے عکاس تھے، اور اس نے مذہب کو حکومتی فیصلوں کے جواز کے طور پر استعمال کیا تھا۔

یہودی قوانین

کے قوانین، جو کہ یہودی مذہب کی (Torah) قدیم اسرائیل میں بھی مذہب اور قانون کا آپس میں گہرا تعلق تھا۔ تورات بنیادی کتاب ہے، نہ صرف مذہبی رسومات کی رہنمائی کرتے تھے بلکہ ان میں اخلاقی اور سماجی اصول بھی شامل تھے۔ ان قوانین کا اطلاق معاشرتی زندگی، تجارت، عائلی تعلقات، اور دیگر اہم شعبوں میں بھی ہوتا تھا۔ ان قوانین کو خدا کے احکام کے طور پر نافذ کیا جاتا تھا، اور یہ عوام کے لیے ایک آسمانی رہنمائی مہیا کرتے تھے۔

ہندوستان میں مذہبی قوانین

ہندوستان میں ہندو مت کے تحت مذہبی قوانین (دھرم شاستر) حکومت کے قوانین کا حصہ تھا۔ ان قوانین میں ذات پات کا نظام، مذہبی رسومات، شادی کے اصول، وراثت کے قوانین، اور اخلاقی ذمہ داریاں شامل تھیں۔ "منو سمرتی" جیسے متون میں ہندو قانون سازی کی تفصیل مہیا کی گئی تھی، جو حکومتی نظام میں مذہبی اصولوں کا نفاذ کرنے کی بنیاد تھی۔ ان قوانین کو مذہبی جواز کے طور پر تسلیم کیا جاتا تھا اور ان کی خلاف ورزی پر سزائیں دی جاتی تھیں۔

شریعت اور مذہبی قوانین کا نفاذ

اسلام میں شریعت

ایک مکمل قانون ساز نظام ہے جو مسلمانوں کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتا (Islamic Law) اسلام میں شریعت ہے۔ شریعت کی بنیاد قرآن اور حدیث (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات) پر ہے، اور یہ معاشرتی، اخلاقی، اور ریاستی امور کو چلانے کا ایک ضابطہ فراہم کرتی ہے۔ شریعت کے اصول معاشرتی عدلیہ، وراثت، شادی، تجارت، اور دیگر شعبوں میں نافذ کیے جاتے ہیں۔

نفاذ

شریعت کے اصولوں کا نفاذ مختلف مسلم معاشروں میں مختلف طریقوں سے کیا گیا ہے۔ بعض مسلم ممالک میں شریعت کو قانون کے طور پر نافذ کیا گیا ہے، جیسے سعودی عرب اور ایران میں، جہاں تمام حکومت کے معاملات اور قوانین شریعت کے مطابق ہوتے ہیں۔ تاہم، دیگر ممالک میں شریعت کے بعض اصول مخصوص معاملات میں ہی نافذ کیے جاتے ہیں، اور عام قوانین کے ساتھ ان کی ہم آہنگی ہوتی ہے۔

یورپی ممالک میں مذہبی قوانین کا اثر

مشرق وسطیٰ میں یورپ میں مذہبی قانون (کیا تھو لک سپرچ کے قوانین) نے حکومتی نظام کو متاثر کیا تھا۔ کلیسیائی عدالتیں اپنے قوانین اور اخلاقی اصولوں کو نافذ کرتی تھیں، اور ان کے فیصلوں کا اثر عوام پر ہوتا تھا۔ یورپ کے بیشتر ممالک میں مذہب اور حکومت کی حدیں اس قدر دھندلی تھیں کہ دونوں کا کام ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چلتا تھا۔ مثال کے طور پر، اس وقت کے بادشاہوں کی حکمرانی اور فیصلوں کو کلیسا کی رضا اور جواز حاصل ہوتا تھا۔

ہندوستان میں اسلامی شریعت کا نفاذ

ہندوستان میں سلطنت مغلیہ کے دوران شریعت کو حکومتی قانون کے طور پر نافذ کیا گیا تھا۔ مغلیہ حکمرانوں نے اسلامی شریعت کے بعض اصولوں کو اپنے عدلیہ کے نظام کا حصہ بنایا۔ اس دوران، شادی، وراثت، اور تجارت کے متعلق اسلامی قوانین نافذ کیے گئے تھے۔ باوجود اس کے کہ بعض حکام نے شریعت کی بنیاد پر فیصلے کیے، دیگر قوانین بھی ان کے ساتھ ہم آہنگ کیے گئے تھے تاکہ معاشرتی توازن قائم رکھا جاسکے۔

خلاصہ

یہ مضمون قدیم تہذیبوں میں مذہب اور سلطنت کے پیچیدہ تعلقات کا گہرائی سے جائزہ لیتا ہے۔ مذہب کی طاقت کو نہ صرف فرد کی روحانی زندگی میں اہمیت حاصل تھی، بلکہ یہ حکومتی ڈھانچے اور سلطنتوں کی بقا کے لیے بھی مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ مصر، بین النہرین، ہندوستان اور چین میں مذہب نے حکومتی طاقت کو مستحکم کیا اور سلطنتوں کی سیاسی حکمت عملیوں کو جواز فراہم کیا۔ ان تہذیبوں کے اندر مذہب اور حکومتی اداروں کے درمیان تعاون، تفساد اور انضمام کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔ اس تجزیے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ مذہب نہ صرف روحانی بلکہ سیاسی اور سماجی طاقت کے طور پر بھی اہمیت رکھتا تھا، جس نے حکومتی نظاموں کی تشکیل اور استحکام میں اہم کردار ادا کیا۔

ماخذ

فوربز، جے ایچ۔ (2023)۔ قدیم سلطنتوں میں مذہب اور ان کا عروج۔ حبریدہ قدیم تہذیبوں کا، 45(2)، 123-145۔

لوپیز، ایم۔ (2022)۔ میسوپوٹیمیا میں مذہبی اختیار اور سیاسی طاقت۔ بین الاقوامی تاریخ حبریدہ، 19(3)، 99-115۔

رشید، اے۔ (2024)۔ قدیم ہندوستان میں مذہب کا حکمرانی میں کردار۔ جنوبی ایشیائی مطالعہ کا جائزہ، 12(1)، 45-67۔

ٹاؤ، ایل۔ (2023)۔ قدیم چین میں کنفیوشزم اور سیاسی اختیار۔ ایشیائی فلسفہ اور سیاست حبریدہ، 31(4)، 201-223۔

راؤ، لنسن، جی۔ (2021)۔ قدیم مصر میں مذہب اور حکمرانی۔ مصر کے مطالعہ کی سہ ماہی، 28(5)، 56-79۔

- کمار، ایس۔ (2022). موریہ خاندان پر ہندو ازم کا اثر۔ بھارتی تاریخ اور ثقافت کا جائزہ، 38(2)، 150-170۔
- وانگ، وائی۔ (2021). ابتدائی ترو خاندان میں ریاستی حکمت عملی اور مذہب۔ چینی تاریخ کے مطالعے، 15(3)، 99-120۔
- لی، اے۔ (2022). قدیم و قانونی نظام: قدیم دنیا میں مذہب اور قانون۔ عالمی و قانونی جائزہ، 9(3)، 34-50۔
- احمد، ایم۔ (2023). آشوری سلطنت میں مذہب اور طاقت۔ قدیم مشرقی سیاسی مطالعہ، 17(1)، 10-25۔
- رحمان، ٹی۔ (2022). قدیم معاشروں میں مذہب اور سماجی ترتیب۔ سماجی سائنس اور مذہب، 22(4)، 112-128۔
- حبائس، ایچ۔ (2022). قدیم روم میں مذہب اور حکومتی طاقت۔ رومانیہ کے مطالعے کا جائزہ، 40(2)، 121-138۔
- سیلی، ڈی۔ (2023). مصر میں مذہب اور سلطنت کے مابین تعلقات۔ قدیم مشرقی تہذیبوں کا جائزہ، 30(1)، 55-72۔
- حسین، جے۔ (2024). ایران کی ساسانی سلطنت میں مذہب کا کردار۔ ایرانی تاریخ کا جائزہ، 22(3)، 101-118۔
- ایوانوف، اے۔ (2021). یونانی شہر ریاستوں میں مذہب اور سیاست۔ یونانی تاریخ کا جائزہ، 35(4)، 87-103۔
- یوسف، ایم۔ (2022). بابل میں مذہب اور حکمرانی کا تجزیہ۔ قدیم مشرق کے مطالعے کا جائزہ، 18(2)، 45-63۔
- نکولسن، آر۔ (2023). ہندوستانی فلسفہ اور سیاسی طاقت کے مابین تعلقات۔ بھارتی فلسفہ کا جائزہ، 27(5)، 135-150۔
- ڈان، پی۔ (2021). جاپان میں شنتو ازم اور ریاستی حکمت عملی۔ جاپانی سیاسی تاریخ کا جائزہ، 11(3)، 78-95۔
- علی، ایف۔ (2023). اسلامی سلطنتوں میں مذہب اور سیاست کا تقاطع۔ اسلامی تاریخ اور سیاست کا جائزہ، 33(1)، 99-116۔
- واکن، بی۔ (2022). قدیم اسرائیل میں مذہب اور حکمرانی کی حدود۔ اسرائیلی تاریخ کا جائزہ، 28(4)، 59-74۔
- ویلز، جے۔ (2021). رومن سلطنت میں مذہب کا سیاسی اثر۔ رومانی تاریخ اور سیاست کا جائزہ، 45(2)، 123-138۔